مکاتیب

(۱)

مکرمی ومحترمی مولانا زاہدالراشدی صاحب زیدمجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

انتہائی سپاس گزار ہوں کہ ایک عرصہ سے آپ کا موقر ماہنامہ 'الشریعۃ' موصول ہو رہا ہے، مگر یہ ناکارہ اس کی کوئی رسید بھی نہ بھیج سکا۔ اس کوتاہی کے باوجود 'الشریعۃ' مسلسل مل رہا ہے۔ یہ بس آپ کی ذرہ نوازی ہے۔ اس محبت وشفقت پر مکرر شکر گزار ہوں۔ ادارہ میں آنے والے جرائد ورسائل میں ایک 'الشریعۃ' بھی ہے جسے بالاستیعاب پڑھتا ہوں اور اس کے مضامین سے استفادہ کرتا ہوں۔

'الشریعۃ' کے ذریعے بلاشبہ سب کے دلوں کی ترجمانی ہوتی رہتی ہے اور یہ آپ کی وسعت ظرفی کا نتیجہ ہے، مگر میری ناقص رائے میں یہ 'الشریعۃ' کی قطعاً ترجمانی نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ آپ کی پالیسی ہو کہ اس میں ہر صاحب قلم جو چاہے قلم کاری کرے اور ''ما تخفی صدورہم اکبر'' کے کچھ مصداق بھی 'الشریعۃ' کو اپنے لیے وسیلہ ظفر بنانا چاہیں تو بنالیں، مگر معاف کیجیے یہ 'الشریعۃ' کے نام پر دین کی کوئی خدمت نہیں۔ اگر دین اسلام کے بارے میں تشکیک پیدا کرنا جرم ہے تو ایسے مضامین کو طبع کرنا مستحسن کیونکر ہو سکتا ہے؟

''مکاتیب'' میں الشریعہ کے معزز قارئین نے کئی بار اس قضیہ نامرضیہ کے بارے میں آپ کو توجہ دلائی، مگر وہ تا حال صدا بصحرا ہی ثابت ہوئی۔ اسی تناظر میں سمجھتا ہوں کہ اس ناکارہ کی یہ جسارت بھی رائیگاں جائے گی۔ تاہم 'الشریعۃ' سے تعلق، جو آپ نے محض اپنی شفقت سے پیدا کیا ہے، کا تقاضا ہے کہ اپنی بات کہہ ہی دی جائے۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

والسلام۔ دعاجو

ارشاد الحق اثری

ادارۃ العلوم الاثریہ

منٹگمری بازار فیصل آباد

(۲)

مکرم ومحترم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب زیدت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ   مزاج گرامی؟

آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ بے حد شکریہ! مکتوب کے مخاطب تو والد گرامی ہیں، تاہم چونکہ وہ ان دنوں بیرونی سفر پر ہیں، نیز 'الشریعہ' کے مندرجات کی ترتیب کی ذمہ داری زیادہ تر مجھ پر عائد ہوتی ہے، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں خود آپ سے مکاتبت کی سعادت حاصل کروں۔

آپ نے جس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا ہے، میرا خیال ہے کہ زاویہ نگاہ کے ایک معمولی سے فرق کے باعث اس میں ہمارا موقف سمجھنے میں بالعموم قارئین کو دشواری پیش آتی ہے۔ اس وقت امت میں رائج بے شمار نقطہ ہائے نظر ہیں جن سے ہم اتفاق نہیں کرتے، تاہم چونکہ ہماری نظر میں وہ کسی نہ کسی فکری یا عملی الجھن سے پھوٹے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک سنجیدہ مباحثہ کے بغیر ان کی غلطی کسی طرح سے واضح نہیں کی جا سکتی، اس لیے ہم انھیں 'الشریعہ' کے صفحات میں موضوع بحث بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپریل ۲۰۰۵ کے شمارے میں ڈاکٹر مہاتیر محمد کے خطاب پر ادارتی نوٹ کو دوبارہ ملاحظہ فرما لیں۔

یہ بات ہمارے لیے بے حد حوصلہ افزائی کا باعث ہے کہ 'الشریعہ' آپ جیسے اہل علم کی نظر سے بالاستیعاب گزرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی توجہ اور عنایت ہمیں آئندہ بھی حاصل رہے گی۔

والسلام

عمار ناصر

۲۲/۰۶/۰۵

(۳)

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام   سلام مسنون!

مزاج گرامی؟

اعزازی طور پر فرستادہ جریدہ 'الشریعہ' نظر نواز ہوا۔ یہ آپ کا کرم ہے کہ ایک دور افتادہ، اجنبی گوشہ نشین کو آپ نے سرفراز فرمایا۔ اس یاد فرمائی پر میں خلوص دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں اظہار تشکر کے طور پر نہیں، بلکہ امر واقعی کے طور پر بغیر کسی مبالغہ آرائی کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے اسے دیگر مذہبی رسالوں سے بہت مختلف پایا ہے۔ آپ نے اس میں فروعی مسائل کے بجائے ٹھوس، جامع اور اہم بنیادی مسائل پر مبنی مضامین شامل کر کے اسے منفرد اور پروقار بنا دیا ہے۔

گزشتہ شمارے میں آپ نے بیک وقت طلاق ثلاثہ پر مختلف الرائے علما کو جو دعوت فکر دی ہے، وہ قابل تحسین ہے۔ فروعی مسائل پر فتاواے کفر جاری کرنے والے، قرآن مجید کے واضح حکم پر ایک وقتی، انتظامی اور تہدیدی حکم کو کیونکر فوقیت دیے ہوئے ہیں اور اسے حکم خداوندی کی ہی توضیح کا نام دے رہے ہیں، یہ ناقابل فہم ہے۔

دین اسلام نوع انسانی کی سہولت کے لیے ہے، انھیں مصائب میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں۔ بلاد عرب میں طلاق ودوبارہ شادی تہذیبی وسماجی معمولات میں شامل ہے، لیکن یہاں باپ اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت نصیحت کرتا ہے کہ بیٹی! اب سسرال سے تمہارا جنازہ ہی نکلے، لیکن بلاد عرب میں ایسا نہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت عقیل بن ابوطالب کی زوجہ تھیں۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق کے عقد میں آئیں اور حضرت محمد بن ابوبکر کی والدہ بنیں۔ پھر یہی خاتون حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زوجہ بنیں اور حضرت محمد بن ابوبکر کی پرورش اہل بیت میں ہوئی، لیکن یہاں پر دوسری شادی کو بہت سے خاندانوں میں غیر شریفانہ اور غیر خاندانی تصور کیا جاتا ہے۔

ہمارے اہل فکر ودانش کو شاید یہ احساس نہیں کہ اگر عتاب واشتعال کا وہی ایک لمحہ جس میں مغلوب الغضب شوہر اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیتا ہے، اگر وہی ایک لمحہ بغیر طلاق مغلظہ کے گزر جائے تو ۸۰ فی صد گھر برباد ہونے سے بچ جائیں۔ میرے علم میں ہے کہ ایک بھوکے مزدور نے اپنی بیوی کو اس لیے طلاق دے دی کہ جب وہ گھر آیا تو اسے کھانا تیار نہ ملا۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں لیکن

ایں رشتہ بانگشت نہ پیچی کہ دراز است

آخر میں (دورۂ حدیث کے دوران) مجھے ایک حدیث ابھی تک اس عمر میں یاد ہے کہ ایک جید صحابیؓ نے (نام مجھے یاد نہیں رہا) اسی طرح اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور مغموم صورت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا: ’’تمھیں تو طلاق دینی بھی نہ آئی۔ جاؤ طلاق (مغلظ) واقع نہیں ہوئی۔‘‘

اس مسئلہ پر اور موجودہ دور کے دیگر نئے اجتہاد طلب مسئلوں پر مسلسل دعوت فکر دیتے رہیں، کیونکہ یہ اجتہاد بھی ہے، جہاد بھی ہے اور امت مسلمہ کی اہم ضرورت بھی ہے۔

میری زیر طبع کتاب ’’فرمودات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید دور کے تقاضے‘‘ عنقریب الفیصل لاہور سے شائع ہونے والی ہے۔ پیش کروں گا۔

والسلام
مخلص
(خواجہ) طاہر محمود کوریجہ
۱۵۔سی، ماڈل ٹاؤن اے، بہاول پور

(۴)

برادر محترم جناب عمار ناصر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج گرامی؟

میں ایک عرصے سے ’الشریعۃ‘ کا قاری ہوں۔ جونہی ’الشریعۃ‘ بذریعہ ڈاک مجھ تک پہنچتا ہے، تمام مصروفیات کے باوجود میری کوشش ہوتی ہے کہ اسے ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالوں۔

الشریعہ کے صفحہ اول پر اس کا پیغام ’’وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علم بردار‘‘ کے الفاظ میں مرقوم ہے۔